إن كنت لا تدري فتلك مصيبة
وإن كنت تدري فالمصيبة أعظم

اب ضرورت ہے کہ مسلمان خواب غفلت سے بیدار ہوں۔ ان حربوں سے اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو محفوظ رکھنے کی کوشش کریں۔ مسلمان معاشروں کے ایک ایک فرد کی تربیت پر توجہ دیں اور نسل نو کی اخلاقی اور تعلیمی تربیت ایسے مضبوط اور پختہ انداز میں کریں، کہ آنے والی زندگی میں یہ کفار کے مکروفریب اور دشمنان اسلام کی سازشوں سے محفوظ رہ سکیں۔

(إن أريد إلا الإصلاح ما استطعت وما توفيقي إلا بالله)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

## امام احمد بن محمد بن حنبل رحمة الله عليه

**تاریخ و مکان ولادت:** ۱۶۴ھ بمقام بغداد

**مشہور اساتذہ:** ابویوسف، ابوحازم، سفیان بن عیینہ، یحییٰ بن سعید القطان، محمد بن ادریس الشافعی، اسماعیل ابن علیۃ، وکیع بن الجراح اور عبدالرحمٰن بن مہدی رحمة الله علیہم

**مشہور تلامذہ:** آپ نے چالیس سال کی عمر میں درس حدیث شروع کیا۔ آپ کے شاگردوں میں عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی، یحییٰ بن آدم، محمد بن اسماعیل البخاری، مسلم بن الحجاج اور ابوداؤد سلیمان بن الاشعث السجستانی رحمة الله علیہم شامل ہیں۔

**آزمائش:** ۲۱۸ھ تا ۲۳۴ھ سولہ سال کا طویل عرصہ فتنہ خلق قرآن کے مقابلے میں اہل سنت کی وکالت پر ڈٹے رہے۔ اس دوران بنی عباسیہ کے حکمرانوں مامون الرشید، معتصم باللہ اور واثق باللہ نے مظالم کے پہاڑ توڑے۔ تقریبا سات ماہ جیل میں رہے۔ جب بھی کوڑے کی شدید ضرب پڑتی تو فرماتے: "أعطوني شيئا من كتاب الله و سنة رسوله ﷺ حتى أقول به" مجھے قرآن وحدیث سے کوئی دلیل پیش کرو تا کہ میں تمہارا نظریہ مان لوں"۔

**وفات:** آپ نے ۷۷ سال کی مبارک زندگی پا کر ۱۲ ربیع الأول ۲۴۱ھ کو بغداد میں وفات پائی، جنازے میں تقریباً 8,00,000 مردوں اور 60,000 عورتوں نے شرکت کی۔

(محمد یوسف تھلوی)

❁❁❁❁❁❁❁❁❁

قسط ثانی

# قرآن کریم واحد الہامی کتاب ہے جو محفوظ ہے

ابوعبد اللہ عبدالرحیم روزی

رسول اکرم ﷺ پر قرآن کریم کی پہلی وحی ۷ا رمضان المبارک ۴۰ عام الفیل بمطابق 611ء کو غار حراء ( مکہ مکرمہ ) میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد حسب ضرورت یہ سلسلہ جاری رہا، یہاں تک کہ ۱۰ھ میں آپ ﷺ کی وفات تک 23 سال کی مدت میں اس کا نزول مکمل ہوا اور انقطاع وحی کا اعلان کیا گیا۔

جب کوئی سورت نازل ہوتی تو رسول اکرم ﷺ اسی وقت اپنے کاتبوں رضی اللہ عنہم کو ہدایت فرماتے کہ یہ سورت فلان سورت کے بعد درج کر دی جائے۔ اگر آیت نازل ہوتی تو فرماتے کہ اسے فلان سورت میں فلان آیت کے بعد درج کیا جائے۔ پھر اسی ترتیب سے آپ ﷺ اور آپ کے جاں نثار اصحاب کرام رضی اللہ عنہم نمازوں اور دیگر مواقع میں تلاوت فرماتے تھے۔ لہذا یہ ایک اٹل تاریخی حقیقت ہے کہ قرآن مجید کا نزول جس روز مکمل ہوا، اسی روز اس کی ترتیب بھی مکمل ہوئی۔
[تفہیم القرآن، مقدمہ ص: ۲۸]

رسول اللہ ﷺ کے کاتبین وحی میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت زید بن ثابت، حضرت ابی بن کعب اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہم وغیرہ مشہور ہیں۔ وحی کی یہ تحریریں سفید چمڑوں، سنگ مرمر کے ٹکڑوں، کھجور کی شاخوں اور پاک چوڑی ہڈیوں پر ثبت کی گئیں۔ یہ تحریریں رسول اللہ ﷺ کی زیر سرپرستی کاتبین وحی کے پاس محفوظ ہوا کرتی تھیں۔ لیکن قرآن کریم کو محفوظ رکھنے کا انحصار محض ان تحریروں پر ہرگز نہ تھا۔ بلکہ وحی کے اترتے ہی بیسیوں، پھر سینکڑوں، پھر ہزاروں، پھر لاکھوں دلوں پر نقش ہوتا تھا۔ اور کسی شیطان کے لیے اس کا امکان ہی نہ تھا کہ اس میں ایک لفظ کا بھی ردوبدل کرنے کا تصور کر سکے۔ [تفہیم القرآن 26/1]

حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جو کوئی آدمی ہجرت کر کے آتا تو رسول اللہ ﷺ اسے ہمارے حوالے کر دیتے۔ ہم اسے قرآن پاک سکھاتے، یہاں تک کہ قرآن پاک کی تعلیم و تعلم سے مسجد نبوی شریف گونج جاتی۔

[التبیان فی علوم القرآن، الفصل الرابع فی جمع القرآن]

اس کے معانی سمجھ کر اس کی روشنی میں زندگی گزارنے کی سعادت کا حصول تو رسول پاک ﷺ اور آپ کے

اصحاب کرام ؓ کا نصب العین تھا ہی، اور عربی زبان دانوں کے لیے اس کا فہم نہایت آسان بھی تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کی خالی تلاوت پر بھی خوب اجر وثواب بیان فرما کر عرب کے علاوہ عجم کے ذریعے بھی اس کی حفاظت کا لامحدود بندوبست فرمایا۔ معانی سمجھے بغیر تلاوت کرنے پر بھی ہر ہر حرف پر دس نیکیاں کمانے کے شوق میں صبح وشام، رات دن، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، سوتے جاگتے، اس کی قراءت کی مقدس آوازوں کی گونج سے مساجد ہی نہیں، گھر گھر، نگر نگر اور کوچہ وبازار معطر رہا کرتے تھے۔ ہر باپ اپنے بچوں کو سب سے پہلے یہی سبق پڑھایا کرتا، میاں بیوی آپس میں یہی سبق دہرایا کرتے تھے۔ اہل ایمان کے گھر گھر بہن بھائی اسی علم اور اس کے مطابق عمل میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے رہتے۔ ہر محلے میں لڑکے اپنے دوستوں کے ساتھ اور لڑکیاں اپنی سہیلیوں کے ساتھ قرآن پاک کی صحیح تلاوت اور اسی کی تفہیم وتفسیر میں ایک دوسرے سے بازی لے جانے میں کوشاں رہتے تھے۔

حجۃ الوداع کے موقع پر تقریباً 1,40,000 فرزندان توحید نے اپنے آقا اور دل وجان سے عزیز تر محبوب جناب رسول پاک ﷺ کے ساتھ ادائیگی حج کی سعادت حاصل کی۔ ان میں کتنے حفاظ کرام ہوں گے! ان کے علاوہ بھی اور کتنے حافظین کلام الٰہی اس زرین موقع پر کسی وجہ سے رفاقت نبوی کے شرف سے مشرف نہ ہو سکنے کی حسرت دلوں میں لے کر رہ گئے۔ اس طرح نبی پاک ﷺ کے مقدس دور میں آپ ﷺ کی سربراہی میں قرآن مجید سینوں اور سطروں، دونوں میں محفوظ ہو گیا۔

## عہد نبوی میں قرآن کی تدوین نہ ہونے کا سبب:

سوال اٹھایا جاتا ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں قرآن مجید کتابی شکل میں یکجا تدوین کیوں نہ فرمائی اور یہ بار گراں امت پر کیوں چھوڑا؟

علامہ خطابیؒ اس معاملے میں علمائے کرام کا موقف ان الفاظ بیان فرماتے ہیں:

"یحتمل أن یکون النبی ﷺ إنما لم یجمع القرآن فی المصحف لما کان یترقبه من ورود ناسخ لبعض أحکامه أو تلاوته، فلما انقضیٰ نزوله بوفاته ألهم اللہ الخلفاء الراشدین ذٰلک وفاءً للوعد الصادق بضمان حفظه علیٰ هٰذه الأمة المحمدیة فکان ابتداء ذٰلک علیٰ ید أبی بکر الصدیق ؓ بمشورة عمر الفاروق ؓ" [فتح الباری باب جمع القرآن تحت حدیث: ٤٩٨٦]

یعنی نبی کریم ﷺ نے اس لیے قرآن پاک مصحف کی شکل میں باقاعدہ دوجلدوں کے مابین مرتب نہ فرمایا کہ اس میں بعض شرعی احکام یا بعض آیات کی تلاوت کے منسوخ ہوجانے کا امکان - بلکہ انتظار - رہتا تھا۔ جب نبی مکرم ﷺ کی وفات سے اس قسم کے امکان کا راستہ مسدود ہوگیا، تو خود اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کے ہاتھوں اپنی کتاب کو بالکل محفوظ رکھنے کے سچے وعدے کا ایفا کرتے ہوئے آپ ﷺ کے ہدایت یافتہ جانشینوں کے دلوں میں یہ بات ڈال دی کہ اب اس کو باقاعدہ کتابی شکل میں شائع کرنے کا انتظام کیا جائے۔ پس اس اہم اقدام کی جانب پیش رفت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے مشورے کے مطابق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں ہوئی۔"

الشیخ محمد عاقب الشنقیطیؒ اپنے الفاظ میں کہتے ہیں:

لم يجـمع القرآن في مجلـد | على الصحيح في حياة أحمد ﷺ
لـلأمن فيه من خلاف ينشـأ | خـيفة النسخ بـوحي يطـرأ
وكاف أن يكتب على الأكتاف | و قطـع الأديـــم و اللـخـاف

[بين السنة المحمدية ص: ١٨٠]

## قرآن کریم کی تدوین دورصدیقی میں:

سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ فرماتے ہیں: نبی ﷺ کی وفات کے بعد جب عرب میں ارتداد کا طوفان اٹھا اور اسے فرو کرنے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سخت خون ریز لڑائیاں لڑنی پڑیں، تو ان معرکوں میں خصوصاً ۱۲ھ میں برپا شدہ جنگ یمامہ میں ایسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد شہید ہوگئی، جن کو پورا قرآن مجید حفظ تھا۔ اسے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خیال آیا کہ قرآن کی حفاظت کے معاملے میں صرف ایک ذریعے پر اعتماد کرلینا مناسب نہیں ہے، بلکہ الواح قلوب کے ساتھ ساتھ صفحات قرطاس پر بھی اس کو محفوظ کرنے کا انتظام کرنا ضروری ہے۔ چنانچہ اس کام کی ضرورت انہوں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر واضح کی۔ اورانہوں نے کچھ تأمل کے بعد اس سے اتفاق کر کے رسول اللہ ﷺ کے سیکرٹری زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس خدمت پر مأمور کیا۔

آپ رضی اللہ عنہ بہترین کاتب وحی اور حافظ قرآن ہونے کے ساتھ ساتھ غیر معمولی ذہانت اور صلاحیت سے مالا مال تھے، اور قرآن کریم کے آخری عرضے (ختم) میں شریک تھے۔ نیز اس وقت جوانی کے عالم میں بھی تھے، اور ایسے نازک امور سے نبٹنے کے لیے مکمل دماغ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس موقع پر یہ اہتمام کیا گیا کہ ایک طرف تو وہ تمام لکھے ہوئے اجزاء

فراہم کیے جائیں، جو نبی کریم ﷺ نے لکھوائے تھے، دوسری طرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں جس جس کے پاس قرآن کا کوئی حصہ لکھا ہوا ملے، وہ ان سے لیا جائے۔ اور پھر حفاظ کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مدد لی جائے اور ان ذرائع کی متفقہ شہادت پر کامل صحت کا اطمینان حاصل کرنے کے بعد قرآن کا ایک ایک لفظ ہو بہو اسی انداز میں درج کیا گیا، جس انداز میں رسول اللہ ﷺ نے نزول قرآن کے وقت کاتبین وحی سے لکھوایا تھا۔ یہ نسخہ بعد میں ام المؤمنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھا۔[ تفہیم القرآن، مقدمہ ص: ۲۰، صحیح البخاری کتاب فضائل القرآن، باب جمع القرآن، حدیث: ٤٩٨٦،٤٩٨٨ ]

## مصحف صدیقی کے امتیازی اوصاف:

(۱) اسے اسلامی حکومت کی سرپرستی میں مکمل اہتمام سے تدوین کیا گیا۔

(۲) اسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تائید، حمایت، تصدیق اور تعاون حاصل تھی۔

(۳) اس کی تحریر میں حد درجہ احتیاط اور باریک بینی سے کام لیا گیا۔

(۴) جن آیات کی تلاوت دوران وحی منسوخ ہو گئی تھی، انہیں درج نہیں کیا گیا۔

(۵) اس تحریر میں سبع احرف کی گنجائش ہے۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کے دستور حیات (قرآن کریم) کو سطور میں مدوّن کر کے تحفظ کا ایسا عظیم کارنامہ سرانجام دیا کہ رہتی دنیا تک مسلمان اس احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتے۔ اس اقدام پر آپ رضی اللہ عنہ کس درجہ قابل ستائش اور لائق تحسین ہیں، امیر المؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اس کا پورا پورا احساس اور برملا اعتراف تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"أعظم الناس في المصاحف أجرا أبوبكر رضي الله عنه، رحمة الله على أبي بكر رضي الله عنه، هو أول من جمع كتاب الله"

یعنی "قرآن پاک سے متعلق تمام لوگوں سے زیادہ اجر و ثواب کا حقدار ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں، ابوبکر رضی اللہ عنہ پر اللہ کی رحمتیں ہوں، جنہوں نے کتاب الٰہی کو پورے اہتمام سے جمع کیا"۔ (فضائل الصحابة ١/ ٢٠٤ مسند أهل البيت في مناقب ابي بكر حديث/١٥٢١)

یقیناً اس قسم کے ناقابل فراموش اور لازوال کارہائے نمایاں ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیات ہی کے حصے میں آسکتے ہیں، اور اللہ تعالی بڑے لوگوں سے کام بھی بڑا لیتے ہیں۔ امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ بانگ دہل اعلان فرماتے ہیں:

"خير هذه الأمة بعد نبيها أبوبكر رضي الله عنه وعمر رضي الله عنه" (علم الهدى للشافعي ٢/ ٤٢٨)

علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ اس بابت لکھتے ہیں: "فما جمع القرآن أحد بعده إلا كان له مثل أجره إلى يوم

القیامة " (فتح الباری شرح صحیح البخاری زیر حدیث:٤٩٨٦ )یعنی "حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بعد قیامت تک جو بھی شخص قرآن پاک کا نسخہ تیار کرکے جس قدر ثواب حاصل کرے گا' ان تمام کے برابر اجر و ثواب آپ رضی اللہ عنہ کو بھی حاصل ہوگا"۔

## کیا امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مختلف کوئی مصحف تھا؟

جو بھی انسان امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات سے زیادہ سچا اور دیانت دار آدمی تسلیم کرتا ہو' اس کے لیے اس بات کی کوئی گنجائش نہیں کہ وہ اہل اسلام کے ہاتھوں موجود اللہ پاک کی حجت قرآن پاک کی صحت و حفاظت سے متعلق کسی قسم کا شبہ کرے یا منفی شوشہ چھوڑے۔ جناب امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے اپنے زریں دور خلافت میں بعض بداندیش و بدنیت افراد اس قسم کا بے بنیاد پروپیگنڈا کم علم نومسلموں میں پھیلا کر اسلام دشمنی میں تاریخی کردار ادا کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اُس دور کے اہل ایمان ایسے منافقوں سے نبٹنا خوب جانتے تھے' پس وہ ان دشمنان دین کے پھندے میں پڑنے کے بجائے ہر معاملے میں دیانت دارانہ تحقیق سے کام لیتے تھے۔ چنانچہ جب سبائیوں کی کچھ ایسی باتیں اہل ایمان تک پہنچیں' تو انہوں نے فوراً ڈائرکٹ رابطہ کرکے تسلی کرلی۔ اس تحقیق کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیے:

1-عن أبی جحیفة قال:قلت لعلی "هل عندکم کتاب؟" قال :"لا' إلا کتاب اللہ' أو فهم أعطیه رجل مسلم' أو ما فی هذه الصحیفة" قلت: فما فی هذه الصحیفة ؟" قال:"العقل وفكاك الأسير ولا يقتل مسلم بكافر" ۔(بخاری کتاب العلم باب کتابة العلم رقم الحدیث:١١١ )ابوجحیفہؒ نے پوچھا: کیا آپ لوگوں کے پاس کوئی (خاص) کتاب ہے؟ حضرت علی نے فرمایا: "نہیں، سوائے قرآن کے یا جو فہم کسی بندے کو حاصل ہو، یا جو کچھ اس دستاویز میں ہے"۔ پوچھا: اس دستاویز میں کیا ہے؟ فرمایا: "اس میں دیت، قیدیوں چھڑانے کے احکام ہیں اور یہ حکم بھی ہے کہ کسی مسلمان کو کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے۔"

مصنف عبدالرزاق کتاب الجہاد میں سوال کے الفاظ یہ ہیں: "هل عندکم شئ من الوحی إلا ما فی کتاب اللہ؟ اور کتاب الدیات میں اس طرح ہے: "هل عندکم شئ مما لیس فی کتاب اللہ؟"

2.عن الأشتر مالك بن الحارث أنه قال لعلی "إن الناس قد تفشع بهم ما یسمعون' فإن كان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عهد إليك عهدا فحدثنا به" قال: "ما عهد إلیّ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم يعهده إلى الناس' غير أن في قراب سيفي صحيفة"۔ فإذا فيها :"المؤمنون تتكافأ دمائهم 'يسعى بذمتهم

أدناهم، ولا يقتل مسلم بكافر، ولا ذو عهد فی عهده" (النسائی کتاب القسامة باب سقوط القود عن المسلم للكافر حديث: ٤٧٥٠).

3.عن طارق بن شهاب قال:"شهدت عليا على المنبر وهو يقول: "واللہ ما عندنا كتاب نقرؤه إلا كتاب اللہ وهذه الصحيفة" (رواه احمد فی المسند١/ ١٠٠ بسند حسن)" حضرت علی رضی اللہ عنہ منبر پر قسم کھا کر فرما رہے تھے: "اللہ کی قسم! ہمارے پاس پڑھنے کی کوئی کتاب نہیں، سوائے قرآن کے اور اس صحیفے کے"۔

4۔عن إبراهيم التيمی قال:حدثنی أبی قال:"خطبنا علی علی منبر من آجر وعليه سيف فيه صحيفة فقال: "واللہ ما عندنا من كتاب يقرأ إلا كتاب اللہ، وما فی هذه الصحيفة". فنشرها فإذا فيها أسنان الإبل۔"( البخاری کتاب الاعتصام باب ما يكره من التعمق حديث: ٧٣٠٠)

اس حدیث کے تمام الفاظ سے استفادہ کے لیے درج ذیل روایات کا بھی مطالعہ کیا جاسکتا ہے:

| | | | | |
|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | صحیح البخاری | کتاب الاعتصام | باب ما یکرہ من التعمق | حدیث: ۷۳۰۰ |
| ۲۔ | صحیح البخاری | کتاب فضائل المدینۃ | باب حرم المدینۃ | حدیث: ۱۸۷۰ |
| ۳۔ | صحیح البخاری | کتاب الجهاد | باب فکاک الأسیر | حدیث: ۳۰۴۷ |
| ۴۔ | صحیح البخاری | کتاب الجزیۃ | باب ذمۃ المسلمین | حدیث: ۳۱۷۲ |
| ۵۔ | صحیح البخاری | کتاب الجزیۃ | باب إثم من عاهد ثم غدر | حدیث: ۱۳۷۹ |
| ۶۔ | صحیح البخاری | کتاب الفرائض | باب إثم من تبرأ من موالیه | حدیث: ۶۷۵۵ |
| ۷۔ | صحیح البخاری | کتاب الدیات | باب العاقلۃ | حدیث: ۶۹۰۳ |
| ۸۔ | صحیح البخاری | کتاب الدیات | باب لا یقتل المسلم بالکافر | حدیث: ۶۹۱۵ |
| ۹۔ | صحیح مسلم | کتاب الحج | باب فضل المدینۃ | حدیث: ۴۶۷ |
| ۱۰۔ | صحیح مسلم | کتاب العتق | باب تحریم تولی العتیق غیر موالیه | حدیث: ۲۰ |
| ۱۱۔ | صحیح مسلم | کتاب الأضاحی | باب تحریم الذبح لغیر اللہ | حدیث: ۴۳، ۴۴، ۴۵ |

صحیح مسلم کی ایک روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں لفظ "غضب" آتا ہے۔یعنی آپ ایسے غیر متوقع بلکہ ناممکن اور لرزہ خیز سوال کو سن کر چونک پڑے اور سخت غضبناک ہوئے۔ ناراض کیوں نہ ہوں! آپ جیسے سچے و مخلص متبع

رسول ﷺ اور کتاب الٰہی کے حافظ و مجاہد پر اتنا بڑا بہتان باندھا جا رہا تھا۔ کفر و نفاق کے جراثیم زدہ بد دماغ لوگ دین اسلام سے بغض و عداوت میں اس حد تک آگے بڑھ رہے تھے، کہ اپنے اس زعم باطل و سازشی پروپیگنڈوں کے ذریعے مسلمانوں کے قلوب و اذہان کو ایسے منفی سوچ سے مسموم کرنے لگے، جس سے سید البشر خاتم الانبیاء و امام المرسلین ﷺ کی مقدس ترین ذات پر نہ صرف یہ کہ حرف آتا تھا، بلکہ وحی کے کچھ حصے اپنے ایک رشتہ دار سے مخصوص کر کے ﴿و ان لم تفعل فما بلغت رسالته﴾ [المائدة/٦٦] کی شدید ترین وعید الٰہی کو نظر انداز کر کے مرتبہ رسالت کے منافی خطرناک سرگرمیوں میں ملوث ہو جائے۔ العیاذ باللہ اور ساتھ ہی ﴿انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون ۞﴾ [سورة الحجر/٩] کی قرآنی ضمانت میں اللہ پاک پر عدم وفاداری و لاپرواہی کا الزام لگائے!!

آج بھی ان پرانے اسلام دشمنوں کے نقش قدم پر چلنے والوں سے ہم یہ اپیل کرتے ہیں کہ اس گئے گزرے دور میں اہل اسلام کی حالت انتہائی ابتر ہے۔ ان حالات میں جو نام نہاد مسلمان کسی قسم کی لالچ میں آ کر یا اپنی تنگ نظری سے مجبور ہو کر اور فرزندان توحید کی سیاسی حالت کی کمزوری کو غنیمت سمجھتے ہوئے' کفر کی اس یلغار کے لیے راہ ہموار کرنا چاہتے ہوں' انہیں ایسے اقدام سے باز آنا چاہیے۔ وہ اگر کوئی اور ذریعہ معاش اپنا لیں تو ان کے لیے زیادہ مفید اور اس کا فائدہ دیرپا ہوگا۔ لیکن اگر وہ باز نہیں آتے، تو ان کی عاقبت تو تباہ ہے ہی، اسلام اور اہل اسلام کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے۔ ہم صرف خیر خواہی کے طور پر عرض کر رہے ہیں، ورنہ کتاب الٰہی کی حفاظت کا ذمہ خود رب العلمین نے لے رکھا ہے:

﴿انا نحن نزلنا الذكر و انا له لحافظون ۞﴾ [الحجر/٩]

**"جس کا حامی ہو اللہ، اس کو مٹا سکتا ہے کون !!"**

بہر حال اس مضمون سے درج ذیل نتائج اخذ کیے جا سکتے ہیں:

[١] امیر المؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے پاس دیت کے احکام، بدعت کی مذمت اور متعدد فقہی احکام سے متعلق احادیث کا ایک کتابچہ موجود تھا۔

[٢] یہ تحریری دستاویز بھی مخفی نہ تھی، بلکہ آپ رضی اللہ عنہ حسب ضرورت اسے کھول کر دکھاتے اور پڑھ کر سناتے تھے۔

[٣] قرآن پاک سے باہر کی کوئی زائد وحی آپ رضی اللہ عنہ کے پاس ہرگز موجود نہ تھی۔

[٤] قرآن مجید سے متعلق ایسا کافرانہ اعتقاد رکھنے والوں سے آپ سخت نالاں تھے۔ اور اللہ کی قسم اٹھا کر